Lesson 9: At-Tawbah (Ayaat 107- 116): Day 33 سُوۡرَةُ التَّوۡبَة کی تفسیر

آپؐ کو حکم دیا جارہا ہے کہ کیا نہ کریں؟ لَا تَقُمۡ فِيۡهِ اَبَدًا‌ؕ یہ حکم تبوک سے واپسی کے سفر میں نازل ہو رہا ہے کہ آپؐ نے اَب اس مسجد میں کھڑے نہیں ہونا۔ یہاں کھڑے ہونے سے کیا مراد ہے؟

لَا تَقُمۡ سے کیا مراد ہے؟ یہاں جُزبول کر کُل مراد ہے۔ نماز کے کئی مختلف حصّے ہیں رکوع، قیام، سجدہ۔ پیچھے ہم نے قبلہ کی تبدیلی کے حکم میں لفظ نماز کی جگہ ایمان پڑھا تھا کہ بے شک نماز تمہارے ایمان ضائع نہیں کرے گی۔ وہ نماز کی معراج تھی کہ نماز ایمان دیتی ہے۔ یہاں نماز پڑھنا مراد ہے کہ آپؐ وہاں قیام نہ کریں۔ آپؐ کبھی بھی اس مسجد میں کھڑے نہ ہوں کیوں کہ لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقۡوٰى مِنۡ اَوَّلِ يَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ تَقُوۡمَ فِيۡهِ‌ؕ جو مسجد اوّل روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی وہی اس کے لیے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں (عبادت کے لیے) کھڑے ہو،

اب اس سے کون سی مسجد مراد ہے؟ ایسی مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔

کیا یہ مسجد نبوی تھی یا یہ مسجد قبا تھی؟ دونوں ٹھیک ہیں۔ اللہ کے نبیؐ کے ارد گرد مسجد نبوی تھی۔ لیکن کچھ لوگ اس آیت سے مُراد مسجد قبا بھی کہتے ہیں۔ مسجد قُبا کا مدینہ کی آبادی سے تین میل کا فاصلہ تھا ۔ تو اللہ تعالی کہہ رہے ہیں کہ وہاں وہ مسجد پہلے سے موجود ہے اسی میں نماز پڑھیں کیوں کہ فِيۡهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں ۔

یہ کون ہیں اس میں ایک روایت ملتی ہے مسجد قُباوالوں کے بارے میں کہ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو لوگوں نے اصحابِ قُبا سے پوچھا کہ تم لوگ کیا کام کرتے ہو کہ اللہ نے قرآن میں تمہارے لیے یہ

الفاظ استعمال کیے تو انہوں نے کہا کہ جب ہم استنجا کرتے ہیں تو ہم ڈھیلے بھی استعمال کرتے ہیں اور ساتھ میں پانی بھی استعمال کرتے ہیں۔ تو اس بات کی بنیاد پر اللہ تعالی نے ان کی یہ تعریف کی ہے تو گویا پاک صاف رہنے والوں کی تعریف ہوتی ہے۔ اور یہاں یہ بھی پتہ چل گیا کہ پاک صاف رہنا چاہیے۔

گویا یہاں مراد ہے وہ مسجدیں جہاں لوگوں کے دل پاک ہوں۔ ظاہری طہارت ہو۔ لوگ شرک کی گندگی سے بھی پاک ہوں، اور بدعت کی گندگی سے بھی پاک ہوں۔

مسجدیں۔ ہر وہ مسجد جہاں یہ چیزیں نہیں وہاں کی فنڈنگ کرنا، وہاں ڈونیشن دینا بالکل جائز نہیں ہے۔ بعض دفعہ ہم آنکھیں بند کرکے بات کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن ہمیشہ کسی کا بھی ساتھ دینے سے پہلے اپنے دل کو اس بات پر جمالیں کہ وہ چیز کہیں شرک پر تو نہیں، بدعت پر تو نہیں۔ کہیں غلط چیز پر تو

نہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ لوگ خود ہی آپ کی چیزوں کو غلط طریقے سے استعمال کر لیں۔ لیکن کبھی کسی کی مدد کریں تو ضرور پوچھیں کہ اس سے کیا ملے گا؟

کیا بعض دفعہ مسجدوں سے شرک، بدعت، تفرقہ پھیلتا ہے؟

مومن اپنے مال کو ضائع نہیں کرتا۔ ہمیشہ اپنا مال دیکھ کر خرچ کریں کہ یہاں فصل اُگے گی۔ یہاں فائدہ ہوگا، یہی بات یہاں بتادی کہ ایسی جگہ پر آپ رہیے جہاں ساری چیزیں موجود ہیں اور اللہ تعالی نے ایسا کام کرنے کے لیے آپ کو ایک بڑا خوبصورت مقام دے دیا ہے تو آپ کو اس کی فکر نہیں کرنی چاہیئے کہ باقی کیا ہوگا۔

اَفَمَنۡ اَسَّسَ بُنۡيَانَهٗ عَلٰى تَقۡوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانٍ خَيۡرٌ اَمۡ مَّنۡ اَسَّسَ بُنۡيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ
فَانۡهَارَ بِهٖ فِىۡ نَارِ جَهَنَّمَ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۰۹﴾

پھر تمہارا کیا خیال ہے کہ بہتر انسان وہ ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی رضا کی طلب پر رکھی ہو یا وہ جس نے اپنی عمارت ایک وادی کی کھوکھلی بے ثبات کگر پر اٹھائی اور وہ اسے لے کر سیدھی جہنم کی آگ میں جا گری؟ ایسے ظالم لوگوں کو اللہ کبھی سیدھی راہ نہیں دکھاتا﴿۱۰۹﴾

اَمۡ مَّنۡ میں دوسرا من کس لیے ہے ابو عامر فاسق کے لیے۔

بُنۡيَانَهٗ سے مراد مسجد ضرار جو مسلمانوں کو تکلیف دینے والی تھی۔

ہر وہ دین کا کام جس کی روٹس میں تقوی اخلاص نہ ہو اور اس میں اللہ کی رضا کی بجائے اپنے ہی کوئی اور مقاصد ہوں تو اللہ تعالی کہتے ہیں یہ ایسی عمارت ہے جو گرنا چاہتی ہے۔ فَانۡهَارَ بِهٖ فِىۡ نَارِ جَهَنَّمَ‌ؕ وہ اسے لے کر سیدھی جہنم کی آگ میں جا گری؟

جب بھی کوئی عمارت بنانی ہے تو سب سے پہلے زمین چاہیے ہوتی ہے۔ انسان ٹھوس جگہ استعمال کرتا ہے۔ اللہ نے بڑی خوبصورت طریقہ سے منافقانہ دل کے ساتھ دین کا کام کرنے کی مثال دے دی۔ کہ ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی اپنی عمارت ایسی جگہ پر بنائی کہ جس کو شَفَا جُرُفٍ شفا کنارے، جرف - کھائی۔ نالے کا پانی جب مٹی بہا لے جائے تو جو کھلی جگہ بن جاتی ہے، اس کو جرف کہتے ہیں۔ اردو میں کہتے ہے کھائی ہوئی جگہ۔

آگ کا سمندر ہے اور جس کی عمارت اس چھجے پر بنی ہو کہ جس کی بنیادیں کوئی نہیں تو فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ پس وہ لے گرے گی اس کو؛

جس عمل کی نیت خراب ہوتی ہے وہ قائم نہیں رہ سکتا۔ بڑے سے بڑا کام نیکی کے نام پر کریں وہ خراب نیت کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے۔

ایماں مالک نے موتہ لکھی، جو امام بخاریؒ نے حدیثیں چھوڑی تھیں وہ ایمان مالکؒ نے سب کو جمع کر کے موتہ میں لکھ دیں بہت معروف ہے ان کی کتاب۔ لوگوں نے اس سے ملتی جلتی کتابیں لکھنا شروع کر دیں لوگوں نے آ کر امام مالکؒ کو بتایا۔ تو انہوں نے کہا جو کام اللہ کے لیا ہو گا وہ معروف ہو گا۔

آپ کوئی کام شروع کریں اور وہ آپ کے آخری دم تک چلتا رہے تو وہ کام اللہ کے لیے ہونے کی دلیل ہے۔ ورنہ کوئی کام شروع کر لیں چاہے دیکھا دیکھی، چاہے جذباتی ہو کر، کسی دکھ کے صدمے میں، یا کسی خوشی کے شکرانے میں کوئی کام شروع کر دینا، لیکن انجام پر نہ پہنچانا درمیان میں چھوڑ دینا، ادھوری کوششیں فائدہ نہیں لاتی۔

جو کام اللہ کے لیے شروع ہوتا ہے تو وہ اللہ کرے گا، لیکن جو کام دوسروں کی دیکھا دیکھی شروع کیا جائے وہ پھر آپ کریں گے۔ کریں اس کے لیے کوششیں جتنی آپ کر سکتے ہیں لیکن جہاں آپ کا دل کہتا ہے کہ یہ کام اللہ کے لیے ہونا چاہیئے یہ کام اللہ مجھ سے لے لے میرے ہاتھ خالی ہیں۔ پھر اللہ کہتے ہیں بس تم نے نیت کر لی آگے میرا کام ہے۔ میرا اور آپ کا کام صرف اللہ کی رضا کے لئے کوشش کرنا ہے۔ مقصد تقویٰ کے لیے۔

اللہ کے نبیؐ کا کمال اور طریقہ کیا تھا؟

آپؐ مال کے لئے نہیں کہتے تھے لوگ آکر کہتے تھے اللہ کے نبیؐ کیا خرچ کروں کدھر خرچ کروں۔ اسلام کہتاہے جو تمہیں مال پیش کرتا ہے وہ تم پر ایک کام ڈال دیتاہے۔

بجائے اس کے کہ دین دار مانگیں اور لوگ ان پر تنقید کرتے ہیں۔ جب کہ کوئی دین دار اللہ کے نام پر لیا گیاپیسہ اپنی ذات پر نہیں لگاتا۔ دیندار لوگ صرف رغبت دلاتے ہیں،

کسی کو فورس کرنااور وہ شرمندگی میں دیں اس میں برکت نہیں ہوگی۔

لوگوں میں شعور نہیں ہے کتاب سے شعور آتا ہے۔ اور قرآن پڑھنے کے بعد یقین کریں دین کی جگہیں آپ کا بینک بن جاتی ہیں اگر آپ کے پاس کوئی سیوینگ ہوتی ہے تو وہ دین والے کے پاس آپ کی ہوتی ہے۔ تم خرچو مجھے ضرورت پڑی تو میں بھی کرلوں گا۔ مسلم بینک ایسے بنتے ہیں، اللہ کے نبیؐ یہ ضرورت کے لیے رکھا ہوا ہے آپ لگالیں مجھے ضرورت پڑی تو واپس مل جائے گا۔ یہ سوچ ہوگی تو مسلم بینک بنے گا۔ زندگی کے Moto بنائیں۔ پہلے بیٹھ کر اپنے Assets کو جمع کریں Liabilities کو ختم کریں۔ اگر قرض ہے تو پہلے اس کو ختم کریں پہلے خود کو دیکھیں میں کتنے پانی میں ہوں۔

جس کام کو آپ اللہ کے لیے کریں گے اللہ ایسے اسباب لے آئے گا کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔

دین دار کو مانگنا نہیں پڑتا صرف بتانا پڑتا ہے کہ اب یہ پروجیکٹ ہے کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں نہیں کرنا تو نہ کریں آپ کی مرضی ہے، دین کا مزاج بدلیں۔اس لیے لوگ مسجد نہیں جاتے کہ مولوی چندہ مانگتے ہیں۔

اسلام کا یہ طریقہ ہے لوگوں کو باشعور بنائیں، مسجد تو بنائیں، نمازی بھی بنائیں۔

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے

من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

اب نمازی بنانے کی ضرورت ہے مسجدیں بہت ہیں زمین مسجد ہے اللہ نے اپنے نبی کو کہا جہاں آپ کی اُمّت کھڑی ہو گی اور نماز پڑھے گی وہ مسجد ہے۔

مسجد نبوی کی اللہ کے نبی کے دور میں کھجور کی چھال کی چھت تھی اور کچا فرش تھا۔ آپ ﷺ جب نماز پڑھ کر اٹھتے تھے تو آپ کے ماتھے مبارک پر گیلی مٹی ہوتی تھی۔ آج مسجد کو شان کیوں ملی۔

مسجد نبوی آج کیوں پھیل رہی ہے یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نشانیاں دیتا ہے کہ تقویٰ کی بنیاد پر شروع کی گئی آج پھیل رہی ہے۔ آج کیا آپ کو مدینہ میں مسجد ضرار کا باقیات میں سے کچھ بھی نظر آتا ہے؟

اللہ روند کر دکھا دیتا ہے ایسے کاموں کی اللہ کو ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ کے گھر تقویٰ پر قائم ہیں۔ اللہ نے اپنی رضا رکھی وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ایسے ظالم لوگوں کو اللہ کبھی سیدھی راہ نہیں دکھاتا ۔

اب آپ سوچیں گے کہ اللہ کے نبی ؐکو تو منع کر دیا لیکن مسجد کے ساتھ بعد میں ہوا کیا۔ یہ ساری آیتیں تبوک سے واپسی پر نازل ہوئی۔

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١١٠﴾

یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے، ہمیشہ ان کے دلوں میں بے یقینی کی جڑ بنی رہے گی (جس کے نکلنے کی اب کوئی صورت نہیں) بجز اس کے کہ ان کے دل ہی پارہ پارہ ہو جائیں اللہ نہایت باخبر اور حکیم و دانا ہے ﴿١١٠﴾

یہ عمارت جو ابو عامر اور ان کے ساتھیوں نے بنائی ہے۔

منافقت کے ساتھ دین کے کام کرنے والوں کی حالت کی منظر کشی ہے۔ اللہ تعالی کہہ رہے ہیں ان منافقوں کے اندر منافقت کی جڑیں اتنی مضبوط ہو گئی ہیں کہ اس کے اثرات کا اب ختم ہونا ممکن نہیں ہیں۔

مثال ہے اگر کسی کے پورے جسم میں کینسر پھیل جائے معمولی آپریشن کرنے سے وہ ختم نہیں ہوتا۔ اگر تھوڑی سی جگہ پر ہو تو ختم کر لیا جاتا ہے لیکن پورا پھیل جائے تو ختم نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح منافقت پہلے تھوڑی سی آتی ہے بلکہ ہلکا سا شُبہ ہوتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ یہ پورے دل کو پکڑتے پکڑتے پورے جسم پر آنکھوں پر، کانوں میں گندی باتیں غرض جسم کا ہر عُضو منافق ہو جاتا ہے اور ایسا منافق پھر نہ ٹھیک ہونے والا ہو جاتا ہے۔ انسان شک اور شبہ کے اندھیرے میں ڈوب جاتا

ہے۔ ایمان اور یقین کی روشنی پھر کبھی نصیب نہیں ہوتی۔ ہاں پھر ایک ہی ہے کہ ان کے دلوں کو پھر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی اللہ کے نبی ﷺ نے اس مسجد کو گرا دیا۔

اللہ نے قیامت تک کے لیے مسجد ضرار کی جگہ کو رسوا کر کے دکھا دیا کہ جو ایسے کام کرتا ہے بعد میں وہ کبھی پھولتے نہیں ہیں۔

کبھی دین کا کام کرنا نیکی ہوتی اور کبھی اس سے روکنا نیکی ہوتی ہے۔ اللہ سے دعا کیجیے کہ ہمارے کام جو بھی نیکی کے ہوں وہ بڑھنے والے پھیلنے والے ہوں گرنے والے اور ختم ہو جانے والے نہ ہوں۔

روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے اور مقام ذی اوان میں تشریف فرما ہوئے۔ مدینہ یہاں سے چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے۔ تو اس مسجد ضرار کی خبر اللہ کی طرف سے آپ کو مل گئی۔ آپ ﷺ نے بنی سالم کے بھائی مالک بن خشم کو بلایا اور معن بن عدی یا اس کے بھائی عامر بن عدی، غرض ان دونوں کو بلایا اور فرمایا کہ تم دونوں ان ظالموں کی مسجد کی طرف جاؤ اور اس کو منہدم کر دو اور جلا ڈالو۔ یہ دونوں فوراً گئے اور بنی سالم بن عوف کے پاس آئے۔ یہ مالک بن الدخشم کے قبیلہ کے لوگ تھے، اب مالک نے معن سے کہا ٹھہرو! میں اپنے لوگوں میں سے کسی کے پاس سے آگ لے آتا ہوں۔ اب وہ مالک اپنے لوگوں میں آئے۔ درخت کی ایک بڑی سی لکڑی لی اس کو سلگایا اور فوراً نکل کھڑے ہوئے۔ یہ دونوں مسجد پہنچے، مسجد میں یہ کفار موجود تھے، ان دونوں نے مسجد کو جلا دیا اور اس کو گرا دیا۔ لوگ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور قرآن کی یہ آیت ان منافقین کے بارے میں نازل ہوئی، »وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا «۔

بظاہر آپ کو لگتا ہے کہ قرآن پاک میں مختلف چیزیں ہیں ایک آیت ہے پھر دوسری ہے۔ لیکن سورۃ توبہ پڑھتے وقت آپ دیکھیں گے کہ ایک آیت منافقت کی تو ایک سچے مومنوں کی۔ اس سورۃ میں آپ دیکھیں گے کہ ایمان اور نفاق کا Comparison ہے۔ تھوڑا سا تذکرہ ایمان کا ہے اور کچھ نفاق کا۔

آیت نمبر 111 اور 112

جس میں سچے مومن کی بات ہے کیا چیزیں ہیں جو نفاق کو ختم کر دیتی ہیں۔

110 آیت کی آخری بات ہے کہ ان کے دلوں میں شک آتا ہے، یہاں ایک چھوٹا سا جملہ نوٹ کر لیں نیک کام کر کے بھی سکون نہ ملے تو سمجھ لیجیے کہ نیت کا فتور ہے، یہ کام ٹھیک نہیں ہے۔

نیکی آپ کو سکون دیتی ہے آپ یہ کورس کر رہی ہیں۔ باقی مسئلے پیچھے کر دیجیے جو زندگی میں ہیں آنا جانا، لیکن سکون مل رہا ہے؟ تو یہ علامت ہے کہ آپ ٹھیک کام کر رہی ہیں، لیکن آپ پڑھیں اور دن بدن شک بھی ہو اس بات کا کہ میں ٹھیک ہے کہ نہیں میں غلط تو نہیں کر رہی، میں extremist تو نہیں بن رہی تو پھر سمجھ لیں کہ کام ٹھیک نہیں کر رہی۔ سکون کا ملنا نیکی کے صحیح ہونے کی علامت ہے۔

بعض لوگ نیکی کر لیتے ہیں لیکن خود نیک نہیں بن سکتے۔ حدیث میں آتا ہے مسلم کی روایت ہے؛ قیامت کے روز جہنم کی آگ جن تین لوگوں سے جلائی جائے گی وہ ایک قاری قرآن ہو گا، سخی ہو گا، اور ایک شہید ہو گا۔ اللہ تعالی ان کو باری باری بلائیں گے اور پوچھیں گے تو نے قرآن کیوں

پڑھا؟ وہ بولے گا اللہ اِس لیے کہ تو خوش ہو۔ اللہ کہے گے نہیں تو جھوٹ بولتا ہے تو نے اس لیے پڑھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں۔

نیت کتنی بڑی چیز ہے۔ پھر تو شہید کیوں ہوا؟ تو خرچ کیوں کرتا تھا؟ لوگوں میں کیوں اتنا بتاتا تھا اپنی سخاوت کی باتوں کو کہ لوگ تجھے سخی کہیں اور وہ تو کر چکا اور اب جہنم کی لکڑیاں بنو۔

نیت کو چیک کرنا بہت ضروری ہے اور اسی کے بعد ہی ایک انسان نیکی کر کے اس پر قائم رہ سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ اس کے بدلے بہت ہی پیارا سکون دیتا ہے۔ اور خوشی دیتا ہے۔

جُرُفٍ ایسا کنواں جس کے کنارے نہ ہوں۔ کچا کنوں جس کے کناروں سے گرنے کا ڈر زیادہ ہوتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰى مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَاَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَـنَّةَ‌ ؕ يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَيَقۡتُلُوۡنَ وَ يُقۡتَلُوۡنَ‌ وَعۡدًا عَلَيۡهِ حَقًّا فِى التَّوۡرٰٮةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ وَالۡقُرۡاٰنِ‌ ؕ وَمَنۡ اَوۡفٰى بِعَهۡدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَيۡعِكُمُ الَّذِىۡ بَايَعۡتُمۡ بِهٖ‌ ؕ وَذٰ لِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۱۱﴾

حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے اور مرتے ہیں ان سے (جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمے ایک پختہ وعدہ ہے توراۃ اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو؟ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے خدا سے چکا لیا ہے، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے ﴿۱۱۱﴾

اس آیت میں اللہ تعالی ایک کنٹریکٹ کی بات کرتے ہیں،

اشْتَرٰى خریدنے اور بیچنے کی بات پر استعمال ہوتا ہے۔

کسی بھی جگہ تجارت ہوتی ہے تو تین چیزیں لازمی ہیں۔ 1: بیچنے والا، 2: خریدنے والا، 3: جو بکتی ہیں۔

یہاں اللہ خریدنے والا ہے، اشتری خریدلی، من المومنین مومن کی، ان کی جانیں اور مال بدلہ میں اللہ جنت دے گا۔

مومن کو کیا کرنا پڑے گا، اپنی جان اور مال دینے کے لیے،

1. يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔
2. فَيَقْتُلُوْنَ وہ قتل ہوتے بھی ہیں۔
3. وَ يُقْتَلُوْنَ اور اللہ کی راہ میں قتل کرتے بھی ہیں

جنگ بدر میں مسلمانوں نے ستر کافروں کو مارا تو وہ کون سی کیفیت تھی فیقتلون کی۔ اور غزوہ احد میں 70 مارے گئے تو وہ کون سی کیفیت تھی یقتلون کی۔

وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا یہ اللہ کے ذمہ سچا وعدہ ہے۔ کہ تم اللہ کے لیے جانیں دو گے تو جنت ملے گی۔ یہ ڈیل ایسی پکی ہو رہی ہے کہ اللہ پیچھے نے ہٹے گا اللہ نے اپنے ذمہ وعدہ لے لیا ہے۔

اب آپ کہیں گے کہ وعدہ زبانی کلامی ہے یا پکا لکھا ہوٗا تو اللہ کہہ رہا ہے فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ تورات اور انجیل اور قرآن میں ۔ یہ بات دنیا کی تین بڑی معروف کتابوں میں Reference کے ساتھ لکھی ہے۔ کہ اگر مومن اللہ کے دین میں اپنی جان اور مال لگاتے ہیں تو اللہ

ان کو جنت دیتا ہے۔ یہ سودا اگرچہ ادھار ہے مگر پختہ عہد ہے جس کو پورا کرنا اللہ کے ذمہ ہے۔ اور اگر کسی کے کہ دل میں وسوسہ آئے کہ جان اور مال تو دے دی اللہ کے راستہ میں اور اللہ نے اگر جنت نہ دی تو تورات اور انجیل اور قرآن کے Reference قیامت کے دن پیش کر دے۔

جنت ادھار کا سودا نہیں ہے۔

بظاہر تو ہمیں مرنے کے بعد جنت ملنی ہے اللہ کا فیصلہ ہے کہ موت کے دروازے سے گزرے بغیر جنت نہیں ملنی اور اس لیے حدیث میں آتا ہے کہ مومن اپنی موت کا انتظار کرتا ہے۔

He is waiting for death. Why?

کیونکہ اس کی دو مرادیں اور گول ہیں۔ جنت اور اللہ کا دیدار اور ان دونوں کے بارے میں اللہ کا فیصلہ ہے کہ یہ موت کے بعد ملے گے، مومن اصل میں موت کے پردے میں جنت اور اللہ کے چہرے کا دیدار چاہتا ہے۔ لھٰذا ہمیں تو جنت وہاں ملنی ہے۔ آپ کہیں ہمارا جسم ہماری روحیں جنت میں مرنے کے بعد قیامت کے بھی بعد جائیں گے۔ لیکن اللہ نے ایک صورت یہ نکالی ہے کہ اس دنیا میں اس دنیا کو جنت بنا دیتا ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی

اللہ کے ساتھ سودے کرنے والوں کی دنیا بھی جنت بنتی ہے۔ چاہے وہ دُنیا میں کہیں بھی رہیں۔

اس لیے امام ابن تیمیہؒ کو جب لوگوں نے جیل میں قید کیا تو انہوں نے کہا میری جنت تو میرے اندر ہے تم مجھے جیل میں ڈال کے پریشان نہیں کر سکتے میں آج بھی خوش ہوں۔ اور لوگ تختوں پر بیٹھے کروٹیں بدلتے ہیں۔ تو ایمان والے کے لیے دنیا جنت ہے سکون خوشی، اطمینان بیماریوں سے پاک۔ اس سے مراد ہے ان سب جذبوں سے بندہ بے نیاز ہو جاتا ہے۔

جس بندہ کی نظریں جنت پر لگی ہوں اس کو کہاں دنیا کی پرواہ ہو گی۔ خود سے سوال کریں اگر ابھی بھی میں سیلف سینٹر ہوں اپنے ذاتی دکھوں میں کھوئی ہوں تو ایمان کا نقص ہے۔ مومن کو اپنے ذاتی فائدہ اور نقصان دکھ یا سکھ سے زیادہ، اسلام اور دین کا فائدہ یا نقصان اور دکھ اور سکھ عزیز ہیں۔

اس طرح خوشیوں کے قبلے بدل جاتے ہیں اپنی ذاتی خوشیاں مدہوش نہیں کر دیتی کہ ان میں کھو کر اللہ کو بھول جائے اور اپنا صدمہ یا محرومی اتنا محروم نہیں کر دیتیں کہ وہ اللہ کی بڑی بڑی نعمتوں سے بے نیاز ہو جائے۔ اس کی خوشیاں پھر دین کے ساتھ اللہ کے ساتھ ہوتی، یہ سودا کرنے کے بعد پھر بندہ اپنی ذات سے بہت اوپر ہو جاتا ہے اور پھر اللہ اُس کی دنیا کو جنت بنا دیتا ہے۔

دنیا کی جنت سے گزرے بغیر آخرت کی جنت نہیں ملتی، مومن کے دونوں ہاتھوں میں لڈو ہیں غیر مومن اِس دنیا میں بے کار کی کاٹ رہے ہیں۔ قابل ترس ہیں وہ کھائیں پیئیں۔ چمکتے کپڑے جوتے پرس کچھ بھی خوشی نصیب میں ہو گی تو ملے گی نہیں تو نہیں ملے گی۔ تو اللہ سبحانہ و تعالی کہتے ہیں اس چار دن کی دنیا میں کچھ چیزیں قربان کر کے مجھے اپنی جان دے دو اپنا وقت دے دو۔

پہلے جان لگاؤ اللہ کے راستہ میں مال بعد میں دیکھیں گے تمہارا دل جس میں لگ گیا، نفس سے پہلے اَنا، اللہ کو نا تو میرا خون چاہیے شہادت کی صورت میں اور نہ اللہ تعالی کو میرے پسینے کی پرواہ ہے اللہ کو مجھ

سے میری اَناچاہیے۔ بہت سارے لوگ نمازی حاجی ہوتے ہیں روزے بھی رکھتے ہیں بہت دین کے کام کرتے ہیں لیکن نفس نہیں بیچتے، اَنا کا شکار رہتے ہیں۔ ان کی اَنا پر چوٹ پڑ جائے یوں گھبراتے ہیں، کہ غرّاتے ہوئے دوسرے بندے کے مقابلہ پر چلے جائیں گے۔

اللہ کو جو بندہ مومن چاہیے؛ وہ کہتا ہے تم نے کسی کو برا کہنا ہے تم مجھے کہہ لو لیکن تم نیک بن جاؤ، تم مجھے اور برا کہہ لو لیکن اللہ کا دین نا چھوڑو۔ ہر گولی مجھ پر چلے مجھے برا کہو تم نے مجھے تھوڑا بُرا سمجھا ہے میں تو ابھی اور بھی بُری ہوں۔ مجھ پر تیر چلا لو لیکن اپنے دین کا نقصان مت کرو۔ یہ کیفیت نفس بیچنے کی ہے۔ بہت سارے لوگ عبادات تو کر لیتے ہیں یہ نہیں کر پاتے۔

ابو عامر فاسق کون تھا؟ سب کچھ تھا اَنا نہیں بیچی تھی اس نے۔

عبداللہ بن ابی سب کچھ کرتا تھا لیکن اَنا نہیں بیچتا تھا۔ اللہ کو جو مجھ سے مطلوب ہے وہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ

ایمان والے پر Sold کا بورڈ لگا ہوتا ہے۔ جو اپنا آپ اللہ کے حوالے کر چکا ہوتا ہے۔ جو بِک چکا ہوتا ہے۔ کسی چیز کو خریدنے کے ناطے کے مختلف Steps:

آپ کے ایک ہاتھ میں چیز ہے اور ایک ہاتھ میں مال ہے آپ یہ دو چیزیں لے کر دنیا کے کسی بازار میں چلے جائیں کہ میں ان کو بیچوں اور مجھے کچھ مل جائے۔ آپ بیچ اور خرید سکتے ہیں۔

ہم دُنیا کے بازار میں نکلے ایک ہاتھ میں جان ہے اور ایک میں مال ہے۔ آپ اس کو بیچنے کے لیے نکلے ہیں۔ سب سے پہلے لوگ اس کی کچھ بولی دیتے ہیں۔ جو لوگ ایسی چیزیں بیچنے جاتے ہیں وہ دو قسم کے

ہوتے ہیں ایک وہ ہے جو بغیر سوچے سمجھے جس نے پہلے سودے پر کہا یہ چیز مجھے دے دو۔ پہلی دوسری بولی پر وہ چیز دے کر جلدی گھر آجائے اور بعد میں پتا چلے یہ تو زیادہ کی بک سکتی تھی۔

دوسری قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں کہ وہ کہتا ہے؛ ذرا میں مارکیٹ تو چیک کروں پہلے یہ تو دیکھوں کہ دوسرے کس قیمت پر بیچ رہے ہیں، وہ جا کر چار لوگوں کو دیکھ کر پھر اپنی چیز کی قیمت رکھے گا۔ یہی مومن اور منافق کا فرق ہے۔ مومن اس دنیا کے بازار میں نکلتا ہے۔

پہلے غیر مومن کی بات کرتے ہیں ایک بندہ یہ جان لے کر نکلتا ہے۔ دونوں ہاتھوں میں باہر گیا اس کو کچھ لوگوں نے بولی دی وہ کہے گا۔ کیا دو گے ؟ وہ کہے گا؛ میں تمہاری تعریف کروں گا، تمہیں پسند کروں گا۔ اَب وہ لوگوں کو اپنی چیز بیچ کر آجائے گا۔ کچھ لوگ اپنے آپ کو اور اپنی جان مال کو لوگوں کے ہاتھ میں بیچ کر آجاتے ہیں۔

ایسے لوگوں کی پہچان کیا ہے ؟ ہر وقت لوگوں سے ڈرتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے لوگوں کو ناراض نہیں کر سکتی۔ خاندان کو ناراض نہیں کرنا، برادری کو ناراض نہیں کرنا۔ دوستوں کو ناراض نہیں کرنا۔ یہ جملے ہوتے ہیں؛ فکر اور غم یہ ہے لوگوں کو ناراض نہیں کرنا لوگوں سے اسے کچھ ملتا ہے۔ کیا ملتا ہے ؟

لوگوں سے واہ واہ ملتی ہے۔

لوگ اس کو Title دے دیتے ہیں The Great

کسی کتاب میں نام آجاتا ہے۔

ایسا شخص لوگوں کے ہاتھوں اپنا سب کچھ بیچ کر آگیا دن کے آخر میں اسے خوشی نہیں ہوتی۔ یہ نفسیاتی مریض بن جاتا ہے۔

لوگوں کے ہاتھوں میں بکنے والا کبھی خوش نہیں رہتا۔ آج اگر آپ Psychiatrist کے پاس دیکھیں 90٪ لوگ People Pleasurer ہوتے ہیں۔ یہ وہ گروہ ہے جو لوگوں کو خوش کرتے ہیں۔

دوسرا شخص:- میدان میں جاتا ہے لوگ بولی لگاتے ہیں۔ وہ کہتا ہے میں نہیں دوں گا تم مجھے سستی قیمت بتا رہے ہو۔ تھوڑا انتظار کیا۔ کوئی نہیں خرید رہا کوئی صحیح بولی نہیں لگا رہا۔ آخر کہتا ہے deal ختم میں نہیں بیچ رہا۔ میں اسے خود ہی خرید لیتا ہوں۔ جس نے خود کو اپنے ہاتھوں میں بیچ دیا Self Pleasurer۔ ہر وقت ہر جملے میں میں ضرور ہوتا ہے۔ یہ خود کو نقصان دے رہا ہے۔

تیسری قسم کے لوگ:- اللہ اب تیسرے کی بات کر رہا ہے۔ ایک مومن جب دنیا کے بازار میں جان اور مال لے کر جاتا ہے۔ دنیا اس کو کچھ آفر کرتی ہے۔ اپنا اڈر بھی دیتی ہے۔ کچھ آفر بھی کرتی ہے وہ کہتا ہے نہیں تم قیمت کم دے رہے ہو مجھے اللہ نے بہت پیارا پیدا کیا ہے۔۔۔

میرا تو جسم ہی اتنا قیمتی ہے میں تمہیں نہیں بیچوں گا۔ آخر لوگ اس سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ پھر اپنے نفس سے لڑتا ہے یہ سب سے بچتے بچاتے اپنا مال لا کر اللہ کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ یہ ہوتے ہیں Allah Pleasurer لوگ اِس کو کہتے ہیں تقویٰ۔

اللہ CONSCIOUS ہونے کا نام متقی ہے۔ اپنی جان مال کو سستا نہیں بیچتا۔ اس کو پتہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ گھنٹا لگاؤں گا۔ مجھے کیا ملا؟ جب اللہ کو ایک گھنٹا دوں گی۔ تو مجھے کیا ملے گا آخرت کے جمع

تفریق میں پڑتا ہے۔اور بالآخر اسے وہ پہلا گاہک بھی واپس مل جائے گا۔لوگ بھی واپس مل جائیں گے

۔ایمان کی علامت ہے کہ اللہ لوگوں کے دلوں میں محبت واپس ڈال دیتا ہے

ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

اس طرح سے جب بندہ اپنے آپ کو اللہ کے سامنے بیچ دیتا ہے۔تو وہ اپنا نہیں رہتا۔پھر آپ دیکھیں اللہ کہتا ہے فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ زندہ جسم کی تو پھر بھی کچھ value ہے مُردہ کوئی خرید تا ہے؟اللہ سبحانہ وتعالیٰ کٹے پھٹے جسم کو خرید تا ہے۔شہید کی اس لئے اتنی قدر ہے اللہ کے سامنے۔

وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ خدا سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے۔

فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو۔

وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور یہی بڑی کامیابی ہے ۔

یہ تجارت ہے اللہ سے کرنا چاہتے ہو؟ڈیل مل رہی ہے کر لو۔اب انسان سوچے گا کیا کروں میں تو بڑا گناہ گار ہوں۔میرے گندا جسم،ناپاک دل کو اللہ خریدے گا؟اللہ میری گندی آنکھوں کو خریدے گا؟اللہ میرے گندے کانوں کو خریدے گا؟استعمال کئے ہوئے ہیں نا؟اور دنیا میں استعمال چیز کی کوئی قدر نہیں۔اللہ فرماتا ہے کہ توبہ کے پانی سے دھو کر آؤ میں BRAND NEW کر دوں گا۔شرط صرف ایک ہے توبہ کرنے کے بعد بندگی کے رنگ میں رنگ جاؤ اللہ کے بندہ بن جاؤ۔میں معاف کر دوں گا شرط یہ ہے اللہ کے بندہ بن جاؤ۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

اللہ کی طرف بار بار پلٹنے والے، اُس کے بندگی بجالانے والے، اُس کی تعریف کے گن گانے والے، اُس کی خاطر زمین میں گردش کرنے والے، اُس کے آگے رکوع اور سجدے کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، بدی سے روکنے والے، اور اللہ کے حدود کی حفاظت کرنے والے، (اس شان کے ہوتے ہیں وہ مومن جو اللہ سے خرید و فروخت کا یہ معاملہ طے کرتے ہیں) اور اے نبیؐ ان مومنوں کو خوش خبری دے دو ﴿۱۱۲﴾

کیا تم اپنی جان اور مال اللہ کو دینا چاہتے ہو؟

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ